Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 4 (1) Jan-March, 2018 pp: 38-52
ISSN 2520-7121 (Online), ISSN 2520-7113 (Print)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

PRINCIPLES AND METHODOLOGY OF ISLAMIC PREACHING IN PLURALISTIC SOCIETY

تکثیری سماج میں دعوت دین کے اصول و مناہج
(اسلامی تعلیمات کی روشنی میں)

Asfa Naz Awan [1], Dr. Fida Hussain[2]

ABSTRACT- Preaching and spreading of Islamic teachings, norms, ethics and moral values is the responsibility of every Muslim. The word "Dawah" is commonly used for this purpose. The objective of preaching is to disseminate the commands of Almighty Allah and Sunnah (precedents and sayings) of the Holy prophet. The objective of this research paper is to study the principles and methods of preaching Islamic teaching in pluralistic society so that the Muslim minorities living in pluralistic societies can follow these methods for preaching Islamic teaching and protecting their religious values. For this purpose, we have studies History of Islam in order to know how Muslim Rulers and authorities deal with their non-Muslim subjects during their rules in different parts of the world in past. This study will set a guideline for the Muslim minorities living pluralistic societies how to protect their religious rights and disseminate Islamic teaching.
Key words: Preaching, Dawah, pluralistic society, protection of values.
Type of study: **Original Research paper**
Paper received: 12.08.2017
Paper accepted: 29.11.2017
Online published:01.01.2018

1. M.Phil Research Scholar, Department of Islamic Studies, Institute of Southern Punjab, Multan and 'O' Level Teacher (Islamic Studies) Jinnah Highs School System Multan. asfanazawan@yahoo.com
2. Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Institute of Southern Punjab, Multan. doctorfidahussain@gmail.com. Cell #+923217321173.

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 4 (1) Jan-March, 2018 pp: 38-52
ISSN 2520-7121 (Online), ISSN 2520-7113 (Print)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

تعارف:

تکثیریت(Pluralism) ایک ایسی حالت ہے جس میں مختلف مذاہب، تہذیبوں اور نسلوں کے لوگ اپنے اپنے مذہب اور تہذیب کے مطابق ایک جگہ رہتے ہیں۔ تکثیریت(Pluralism) پر گفتگو دور حاضر کے ہر عالم ، دانشور اور مفکر کی توجہ کا مرکز ہے کہ لوگ مختلف نسلوں، عقائد اور ثقافتوں کو اپنے مطابق رکھتے ہوئے مل جل کر کس طرح اکٹھے زندگی گزار رہے ہیں۔

According to 'Encyclopedia Britannica:'
'An autonomy enjoyed by disperate groups, whether cultural, political, ethnic or religious, with in a society ([1])

ان تمام تعریفوں سے ایک بات سامنے آتی ہے کہ مختلف مذاہب اور نسلوں کے لوگوں کا ایک جگہ رہنا مگر اپنے اپنے عقائد اور روایات کو قائم رکھنا 'تکثیریت' ہے۔

تکثیری سماج:

اسلامی نقطہ نظر میں تکثیری سماج سے مراد ایسا معاشرہ ہے جہاں مسلمان اقلیتی طورپر مختلف مذاہب کے لوگوں کے ساتھ زندگی گزار رہے ہیں۔ عہد حاضر میں امریکہ کا معاشرہ اس کی اہم مثال ہے۔ جہاں لوگ Multiple Groups کی صورت میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔

'A Pluralistic society is a diverse one, where the people in believe all kinds of different things and tolerate each other's beliefs even when they don't match their own ([2])

مختصراً تکثیری سماج مختلف عقائد کے لوگوں کا ایک دوسرے کو برداشت کرتے ہوئے مل جل کر رہنے کا نام ہے۔ ان عقائد میں اسلامی عقیدہ قابل ذکر ہے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسی دین کو **الیوم اکملت لکم دینکم** ([3]) کا نام دیا۔

تکثیریت کا تصور وقت کے ساتھ ساتھ سیاست اور جمہوریت میں بھی ہورہا ہے اور اسے مذہبوں کو ثقافتوں میں یکجا ہونے کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ ان حالات میں عقائد کی سماجی آزادی تو ہے مگر کہیں غلبے اور کہیں کمزوری کے پہلو بھی ملتے ہیں۔ظاہر سی بات ہے اکثریت ہمیشہ اقلیت پر غالب رہتی ہے۔ اقلیت کے معاملے میں جیسا کہ مسلمانوں کا اقلیتی سماج میں بظاہر عقائد اور سماجی آزادی میں ہونا درحقیقت آزادی نہیں ہے۔ سوسائٹی میں اپنے آپ کو معزز بنانے کے لئے آج کل بہت سے مسلم غیر مسلم ممالک میں رہائش پذیر ہورہے ہیں۔ ان کے درمیان رہنے کےلئے ان کا طرز رہائش اور ان کی تہذیب وتمدن اپناتے ہیں اور پھر مسائل کا شکار ہوجاتے ہیں۔ ایسے مسائل پھر جن کا حل

[1] The New Encyclopedia Britannica, 1786, USA, P361
[2] http://www.wikipedia.org.Value-Pluralism
[3] المائدہ:3

نہیں نکل پاتا اور ایسے لوگ وقت کی چکی میں پس کر رہ جاتے ہیں۔دور حاضر میں ایسی بے تحاشہ مثالیں ہمارے گردونواح میں موجود ہیں۔

امام غزالی فرماتے ہیں:

فان الامر بالمعروف النھی عن المنکر ھوالقطب الاعظم فی الدین، وھو المجھم الذی ابتعث اللہ لہ النبیین اجمعین، ولوطری البساطہ واھمل علمہ وعملہ لتعطلت النبوۃ واضمحلت الدیانۃ وعمت الفترۃ رفشت الضلالۃ وشاعت الجھالۃ واستشری الفساد واتمع الخرتی وخربت البلاد، وھلک العباد، ولم یشعرو اباالھلاک الا یوم التناد وقد کان الذی خفنا ان یکون([4])

ترجمہ: بے شک اچھی بات کا حکم کرنا اور بری بات سے روکنا دین کا عظیم ستون ہے، یہ وہ کام ہے جس کے کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کو بھیجا ہے، اگر اس کام کی بساط لپیٹ دی جائے، اس کا علم اور اس پر عمل چھوڑ دیا جائے تو کارنبوت معطل ہوجائے گا اور دین کمزور پڑ جائے گا۔(اس سے) جاہلیت عام ہوگی، گمراہی پھیلے گی جہالت بڑھے گی، فساد برپا ہوگا، بگاڑ وسیع ہوگا، بستیاں ویران ہوں گی، انسان ہلاک ہوں گے اور قیامت سے پہلے اپنی اپنی ہلاکت کااحساس تک نہ ہوگا، لیکن افسوس ہے کہ جس کا ہمیں خطرہ تھا وہ اب واقع ہوچکا ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے:

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون([5])

ترجمہ: اور تم میں سے ایک ایسی جماعت کا ہونا ضروری ہے۔ جو نیکی کی دعوت دے اور اچھے کام کرنے کو کہا کرے اور برے کام سے روکا کرے اور ایسے ہی لوگ کامیابی پر ہوں گے۔

دور حاضر میں تکثیری سماج(ایسا معاشرہ جہاں مسلمان اقلیتی حیثیت سے دوسرے مذاہب کے لوگوں کے ساتھ زندگی گزار رہے ہیں) میں مسلمانوں کو اپنے دین کو بچانے اور اس کی اشاعت کرنے میں کیا کیا مسائل پیش آرہے ہیں؟ اور انہیں ان حالات میں کن کن اصولوں اور مناہج کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔ اس موضوع کو ذیل میں زیر بحث لایا جائے گا۔

تکثیری سماج میں مسلمانوں کے لئے درپیش مسائل:

اسلام کی تعلیم یہ خصوصیت رکھتی ہے کہ یہ دین اپنے ماننے والوں میں بغیر کسی شائبہ تکبر کے خودداری، بغیر کسی فریب نفس کے اعتماد، یقین اور بغیر دوسرے پر اعتماد اور ضعف کے یقین وتوکل کی روح پھونکتا ہے۔ یہ عقیدہ انہیں متنبہ کرتا ہے کہ ان کے کاندھوں پر پوری

[4] الغزالی، امام ابی حامد، احیاء العلوم، دار المعرفۃ، بیروت، 2002، ج2،ص306
[5] آل عمران: 104

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 4 (1) Jan-March, 2018 pp: 38-52
ISSN 2520-7121 (Online), ISSN 2520-7113 (Print)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

انسانیت کی ذمہ داری ہے۔روئے زمین پر بسنے والی انسانی جماعت کی تولیت(Trusteeship) ان کے سپرد ہے۔ اور ان کا فرض منصبی ہے کہ وہ بھٹکے ہوئے انسانی گلہ کی پاسبانی کریں اور انسانوں کو دین علم اور صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کا فرض انجام دیں ([6])

دور حاضر میں انڈیا، برطانیہ، امریکہ، چائنا، آسٹریا، کینیڈا وغیرہ میں مسلمان بحیثیت اقلیت زندگی گزار رہے ہیں۔ یہ ممالک مسلمانوں کے اعتقادات اور حقوق کو پست کرنے میں کوشاں اور اپنی سماجیت، مذہب اور تہذیب کا غلبہ چاہتے ہیں۔ ان کا مقصد آئے روز کے دنگا فساد اور مسلمانوں کے قتل عام سے صاف واضح ہوتا ہے۔ انڈیا میں بالخصوص بے گناہ مسلمانوں اور ان کے دینی اداروں اور مقدس دینی مقامات کی نہایت بے حرمتی کی جاتی ہے۔ یورپین ممالک کے اپنے انداز اور طور طریقے ہیں۔ مسلمان نہ چاہتے ہوئے بھی ان کی روایات اور ان کی تہذیب کے مطابق رہنے پر مجبور ہیں۔

مثال کے طور پر انگلینڈ میں جگہ جگہ بورڈ پر لکھا ہے

"Mind your own business"

’’یعنی اپنا کام کیجئے‘‘ کوئی کچھ بھی کرے، چھپ کر یا علی الاعلان، کسی کو بولنے کی اجازت نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ اس کی آزادی کے خلاف ہے جبکہ ہمارا دین کہتا ہے کہ اچھائی کی بات کا حکم دو اور برائی ہوتے دیکھو تو اسے روکو۔

نبی کریمؐ نے فرمایا:

من رای منکم منکراً فلیغیرہ بیدہ، فان لم یستطع فبلسانہ، فان لم یستطع فبقلبہ، وذلک اضعف الایمان ([7])

ترجمہ: تم میں سے جو کوئی برائی ہوتے دیکھے اسے اپنے ہاتھ سے روکے، پس اگر اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو زبان سے روکے، اگر اس کی طاقت (بھی) نہ رکھتا ہو تو دل میں اسے براجانے او ریہ کمزور ترین ایمان ہے۔

اسلام نے بے شک انسان کو آزادی دی، اختیار دیا مگر حدود متعین کر دیں، آدمی کو ہر شے، اللہ کی ہر نعمت کھانے پینے کی اجازت دی مگر حرام سے منع فرمایا۔ لبرل ازم کی آزادی کا جو تصور ہے اس تصور کے پیچھے یورپ انسانوں کو جانوروں جیسی زندگی گزارنے کی دعوت دے رہا ہے([8])

اس کے برعکس پاکستان میں موجود اقلیتی قوموں کوان کے مذہب میں آزادی ہے اور حکومت پاکستان ان کے حقوق کا مکمل خیال رکھتی ہے۔ ان کے مقدس مقامات اور کتابوں کی بے

[6] ندوی، ابوالحسن علی، تاریخ ودعوت وازعت، ناظم آباد، کراچی،1969، ج1، ص16
[7] مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الایمان، دارالسلام، ریاض،1996ء، ص122
[8] ندوی، بلال عبدالحیی، اصلاح معاشرہ، سید احمد شہید اکیڈمی، عرفات،2009ء،ص15,16

حرمتی نہیں کی جاتی۔ جبکہ یہاں مسلمان اقلیت میں ہیں وہاں نہ ان کا دین محفوظ ہے نہ اخلاق نہ صحت اور نہ مستقبل۔

عصر حاضر کے مسلمانوں کو یہ احساس دلانے کی ضرورت ہے کہ مسلمانوں کی زندگی اپنے دین سے دوری کی وجہ سے ناگفتہ بہ اور اجیرن ہے۔ اس وقت داعیان اسلام کی یہ بڑی ذمہ داری ہے کہ اگر مسلمانوں کے لئے دین کی سمجھ کا کوئی ذریعہ نہ رہا اور اسلام کی صحیح ترجمانی نہ کی گئی اور ان کے حقوق کی حفاظت نہ کی گئی وہ خود بھی وقت کے دھارے میں بہہ جائیں گے اور دنیا کی تباہی میں بھی وہ مجرموں کے کٹہرے میں کھڑے نظر آئیں گے۔ نبی پاکؐ جب دنیا میں تشریف لائے تھے تو پورا معاشرہ بگاڑ کا شکار تھا، جہالت کا شکار تھا۔ آپؐ نے صالح معاشرے کی تشکیل اور اسلام کے نفاذ کے لئے جو طریقہ کار اختیار کیا وہ بہترین دعوت وتعلیم وتربیت کا سلسلہ تھا جسے ہم نے آگے چلائے رکھنا ہے([9]) تکثیری سماج میں مسلمانوں کو درپیش چند اہم مسائل درج ذیل ہیں۔

1 مسلمان اقلیتوں کے لئے اپنی اولاد کو مغربی ماحول سے محفوظ رکھنا بھی ایک بڑا مسئلہ ہے۔ کیونکہ بچوں کا میل جول یہود ونصاریٰ کے ساتھ رہتا ہے۔

2 مسلمانوں کے لئے اپنے دین کی حفاظت اور دین کی اشاعت دشوار مرحلہ ہے۔

3 مسلمان غیر مسلموں کے ساتھ میل جول سے اگر رشتے بنا لیں تو آنے والی اولاد کے مستقبل اور مذہب کی تعین کا مسئلہ بہت اہم ہے۔

4 مغربی ممالک میں ایک طرف تو کچھ جماعتیں اسلام دشمن ہیں جبکہ کچھ لوگ مسلم داعیان کے سبب اسلام کی طرف منتقل ہو رہے ہیں۔ اس صورتحال میں اگر والدین مسلمان ہوجائیں اور بالغ اولاد مذہب تبدیل نہ کرنا چاہے تو والدین کو اپنا فرض ایک مسلمان داعی کی طرح انجام دینا ہوگا اور صبر وتحمل سے کام لینا ہوگا۔ مذہب کو کسی بھی قوم یا فرد پر زبردستی حاوی بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اب ایک ہی خاندان میں مسلم اور غیر مسلم کے تعلقات کیسے ہوں گے یہ مسئلہ بھی غور طلب ہے۔

5 اسی طرح اگر اولاد مسلمان ہوجائے اور والدین مسلمان نہ ہوں تو ان کے ساتھ کس طرح پیش آیا جائے کیونکہ والدین کو تو وعظ ونصیحت بھی زیادہ نہیں کی جاسکتی کیونکہ قرآن کہتا ہے کہ والدین کو اف تک نہ کہو جب وہ بوڑھے ہوجائیں۔

6 تکثیری معاشرے میں اس طرح کے مسائل بھی پیش آرہے ہیں کہ میاں بیوی مشرک تھے اب بیوی ہدایت پاگئی مسلمان ہوگئی۔ اسلام کی روح سے تو نکاح ایک مسلمان اور مشرک کا جائز نہیں ہے۔ اب بچے چھوٹے چھوٹے ہیں، عورت کا ٹھکانہ بھی کوئی نہیں اس صورت میں عورت کہاں جائے، کیا کرے، یہ بھی نہایت گھمبیر مسئلہ ہے۔

---

[9] ندوی، بلال عبدالحیی، اصلاح معاشرہ، سید احمد شہید اکیڈمی، عرفات،2009ء،ص15,16

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 4 (1) Jan-March, 2018 pp: 38-52
ISSN 2520-7121 (Online), ISSN 2520-7113 (Print)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

7	ایسے ہی تکثیری معاشرے میں اگر والدین کی وفات ہوگئی اور وہ ایمان افروز ہو کر دنیا سے گئے اولاد ابھی غیر مسلم ہے یا کچھ بچے اسلام لے آئے، ایک دو نہیں لائے، بلغ ہیں مذہب ان پر خود سے لاگو بھی نہیں کر سکتے، اس صورتحال میں وراثت کی تقسیم کا مسئلہ ایک بہت سنگین مسئلہ ہے-3 بچے مسلمان ہیں وہ تو والد کی جائیداد سے اسلامی قانون کے مطابق حصہ پائیں گے، 1 بچہ اگر غیر مسلم ہے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا؟
8	تکثیری معاشرے میں جو لڑکے تعلیم کی غرض سے ہاسٹلز میں رہتے ہیں وہاں باقی رہنے والے سب غیر مسلم ہیں تو ایک ہی کمرے میں نماز، قرآن بھی اور شراب وبدکاری، بتوں کی پوجا بھی اور وہ سب جو ان کی تہذیب کا حصہ ہے، ہوگا۔ ایسے میں اپنے نفس کو بچا کر رکھنا اور باقیوں کو برائی سے روکنا یا اچھائی کی تعلیم دینا بے حد مشکل امر ہے اور مشکلات کا باعث ہے۔
9	تکثیری سماج میں کھانے پینے میں حلال وحرام کا خیال رکھنا بھی ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔
10	بیماری کی صورت میں جو دوائیاں دستیاب ہیں ان میں بھی حرام اشیاء کا استعمال ہوتا ہے مگر کیوں کر بچا جاسکتا ہے؟

اس طرح کے سینکڑوں مسائل ہیں جن کا حل بھی نکالنا ہے، اپنے دین کی حفاظت بھی کرنی ہے اور لادینیوں کو ہدایت کا راستہ بھی دکھانا ہے۔ یہ سب کن اصولوں کے تحت ہوگا، ان کے لئے کیا کیا مناہج واسلوب اپنائے جائیں گے، مبلغان دین کے لئے لازمی امر ہے اور لمحہ فکریہ ہے کہ کس طرح انبیاء کی وراثت کو کامیابی سے چلائے رکھنا ہے اور اللہ لا الہ الا ہو[10] کی آواز بلند کرنی ہے۔

تکثیری سماج میں دعوت اسلام کے اصول:

قرآن کریم میں ہے کہ:

وامر اھلک بالصلوٰۃ واصطبر علیھا[11]

ترجمہ: آپؐ اپنے اہل کو بھی نماز کا حکم کیجئے اور خود بھی اس پر جمے رہیں۔

اس آیت مبارکہ کے نزول کے بعد آپؐ روزانہ صبح کی نماز کے وقت حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے مکان پر جا کر آواز دیتے تھے

[10] البقرۃ: 255
[11] طحہ: 132

الصلوٰۃ، الصلوٰۃ(12)

اس آیت مبارکہ سے ایک بات واضح ہوتی ہے کہ انبیاء کی دعوت کا ایک اصول یہ تھا کہ دعوت کا آغاز اپنے گھر اور قریبی رشتہ داروں سے کیا جائے، کیونکہ دور کی نسبت قریب کے لوگ اور عزیز واحباب آپ کی بات کو جلدی سمجھ سکتے ہیں۔

کفار میں دعوت وتبلیغ کا اصول:

ایک عام اصول ہے کہ معلم کی طالبعلم پر برتری رہتی ہے۔ اسی طرح مدعو داعی کے اثرات کو قبول کرتا ہے تو داعی کی برتری ہے۔ مسلمان قوم کی حیثیت داعی کی حیثیت ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مشرکین اور یہود ونصاریٰ پر برتری رکھی ہے۔ مسلمانوں نے چونکہ داعیان کا فرض بھلا دیا اس لئے اپنی برتری بھی بھلا بیٹھے اور اب مغرب کے داعی کی بجائے مدعو بن بیٹھے۔ اس لئے احساس کمتری کا ہونا ایک فطری اور لازمی امر ہے۔ چنانچہ اگر اس اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے کفار کے لئے داعی کے فرض کو اپنا لیا جائے تو مسلمان کو اپنی حیثیت واپس مل جائے گی۔ اس ایک اصول کے تحت مسلمان اہل مغرب پر غالب آسکتے ہیں۔ یہ وہ وقت ہے کہ جب امت مسلمہ کو اپنا مقام پہچان لینا ضروری ہوگیا ہے۔

دعوتِ بتدریج:

جس طرح دین اسلام کے احکام اور مسائل کے اندرتدریج کا اصول ملحوظ رکھا گیا۔ مثلاً غلامی، شراب کی حرمت وغیرہ ایک دم سے لاگو نہیں کئے گئے بلکہ بتدریج حکم نافذ ہوئے۔ اسی طرح نبی پاکؐ نے بھی دعوت کے لئے اس اصول کو سامنے رکھا اور دوسرے مبلغین کو بھی اس کی نصیحت فرمائی۔ احکام الہیہ کی اصلی اور حقیقی حکمتوں کو تو رب العالمین کے علاوہ کوئی نہیں جانتا مگر احکام شرعیہ میں غور وتفکر وتدبر سے اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ شریعت اسلام نے تمام احکام کے اندر انسانی طبائع اور جذبات کی بڑی حد تک رعایت فرمائی ہے تاکہ انسان کو اس پر عمل کرنے سے تکلیف اور پریشانی نہ ہو اور اس کے لئے عمل کرنا عقلاً اور فعلاً ممکن ہو۔

جس کی دلیل خود قرآن میں موجود ہے۔

لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا (13)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کسی انسان کو ایسی تکلیف نہیں دیتا جو اس کی قدرت اور وسعت میں نہ ہو۔

اس حقیقت کی طرف حضرت عائشہؓ صدیقہؓ نے فرمایا:

عن عائشہؓ قالت: وما یضرک ایۃ قرأت قبل انما نزل اول ما انزل منہ سورۃ من المفصل، فیھا ذکر الجنۃ والنار، حتیٰ اذا ثاب الناس الی الاسلام نزل الحلال والحرام،

12 القرطبی، احمد بن ابی بکر، الجامع الاحکام القرآن، دار الاحیاء العربیہ، بیروت، 2000ء،ص261

13 البقرۃ: 286

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 4 (1) Jan-March, 2018 pp: 38-52
ISSN 2520-7121 (Online), ISSN 2520-7113 (Print)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

ولو نزل اول شیءٍ: لا تشربو الخمر، لقالو الا ندع الخمر ابدا، ولو نزل: لاتزنو، لقالو: لا ندع الزنا ابدا[14]

ترجمہ: قرآن کریم میں سب سے پہلے جو چیز نازل کی گئی وہ مفصل کی سورتوں میں سے ایک سورت ہے۔ جس میں جنت اور جہنم کا ذکر ہے۔ یہاں تک کہ جب لوگ اسلام کے دائرے میں آگئے تب حلال وحرام کے احکام نازل ہوئے، اگر بالکل شروع میں ہی حکم آجاتا کہ شراب نہ پیو تو لوگ کہتے ہم ہرگز نہ چھوڑیں گے۔ اور اگر یہ حکم دیا جاتا کہ زنا مت کرو تو کہتے ہم ہرگز نہ چھوڑیں گے۔

اصول تدریج میں داعی احکام کی کیا ترتیب رکھے گا؟ اور اہم اور غیر اہم کی تعین کیسے کرے گا؟ تو اس کی وضاحت خود رسول اکرمؐ نے فرما دی کہ سب سے پہلے توحید ورسالت کی تعلیم دی جائے۔ اس کے بعد عبادت۔

جیسا کہ حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ:

عن ابن عباسؓ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معاذ بن جبلؓ حین بعثہ الی الیمن: انک تساتی قوماً اہل الکتاب، فاذا جئتہم فادعھم الی: ان یشھدو ان لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ، فان ھم اطاعوانک بدلک فاخبرھم ان اللہ فافرض علیھم خمس صلوۃ فی کل یوم لیلۃ، فان ھم اطاعولک بذلک، فاخبرھم ان اللہ قد فرض علیھم صدقۃ، توخذ ھن اغنیائھم فترد علی فقرائھم، فان ھم اطاعولک بذلک، فایاک وکرائم اموالھم، واتنی دعوۃ المظلوم، فانہ لیس بینہ وبین اللہ حجاب[15]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے جب معاذ بن جبلؓ کو یمن کی طرف بھیجا تو (رخصت کرتے ہوئے) ان سے فرمایا: پس تم ان کے پاس جاؤ تو(سب سے پہلے) ان کو اس کی دعوت دینا کہ وہ شہادت دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ اگر وہ تمہاری یہ بات مان لیں اور شہادت ادا کریں، تو پھر تم ان کو بتلانا کہ اللہ نے تم پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ پھر جب وہ اس میں بھی تمہاری اطاعت کریں تو اس کے بعد تم ان کو بتلانا کہ اللہ نے تم پر زکوۃ بھی فرض کی ہے۔ جو قوم کے مالداروں سے لی جائے گی اور اس کے فقراء دو مساکین کو دی جائے گی، پھر اگر وہ تمہاری یہ بات بھی مان لیں تو پھر (زکوٰۃ وصول کرتے وقت چھانٹ چھانٹ کے) ان کے نفیس نفیس اموال نہ لینا اور مظلوم کی بددعا سے بچنا، کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے۔

---

14 بخاری ، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، باب تالیف فی القرآن، دار السلام، ریاض، 1996ء ص407

15 صحیح بخاری، باب اخذالصدقۃ من الاغنیاء، وتردنی الفقراء، حیث کانو، ج2، ص544

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 4 (1) Jan-March, 2018 pp: 38-52
ISSN 2520-7121 (Online), ISSN 2520-7113 (Print)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

اس حدیث کے بغور مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ دین اسلام نے کتنا زیادہ انسانی فطرت اور نفسیات کا خیال رکھا ہے۔ بہرحال معاذؓ کو حضورؐ کی یہ ہدایت واضح کرتی ہیں کہ دعوت وتعلیم میں ترتیب وتدریج کا حکیمانہ اصول ان کو بتلانا تھا، باقی اسلام کے ضروری احکام اور ارکان تو حضرت معاذؓ کو پتہ ہی تھے۔

وعظ و نصیحت میں لوگوں کے مزاج اور عادات کا خیال رکھنا:

وعظ ونصیحت کا ایک اہم اصول یہ ہے کہ مخاطبین کے احوال اور عادات کا خاص خیال رکھا جائے تاکہ وہ بددل ہونے کی وجہ سے دعوت قبول کرنے سے محروم نہ ہوجائیں۔ اس لئے داعی کو مزاج شناس ہونا چاہیے۔

عمداً غلطی اور سہواً غلطی کرنے والے کی اصلاح میں فرق:

مبلغ کو اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہیے کہ آیا مخاطب عمداً غلطی کرتا ہے یا سہواً غلطی کا شکار ہے۔ اصلاح کے طریقے میں امتیاز ضروری ہے۔

مبلغ مسلمان، بالغ اور قرآن وحدیث پر دسترس:

وعظ کرنے والے داعی یا مبلغ کے لئے ضروری ہے کہ وہ خود مسلمان ہو، اپنے اعمال کا خود جواب دہ یعنی بالغ ہو اور قرآن وحدیث پر دسترس رکھتا ہو تاکہ مخاطب کو صحیح علم کا راستہ دکھا سکے۔

خیر خواہی:

تبلیغ کا مقصد انسانیت کی خیر خواہی اور اسلام کی اشاعت ہونی چاہیے اس میں کسی قسم کی جانبداری نہ ہو([16])

نرمی:

دعوت میں نرم طریقہ اختیار کیا جائے۔ سید سلیمان ندویؒ فرماتے ہیں:

نرمی، سہولت، آہستگی، دانشمندگی اور ایسے اسلوب سے گفتگو کی جائے جس سے مخاطب پر داعی کے خلوص ومحبت کا شفقت کا اثر پڑے اور بات مخاطب کے دل میں اثر کر جائے([17])

16 آزاد، ابوالکلام، مقام دعوت، الہلال بک ایجنسی، لاہور، 1945ء، ص30,32

17 ندوی، ابوالحسن علی، اسلام کا نظام دعوت وتبلیغ، طاہر سنز کراچی، 1992ء، ص15

صبروتحمل:

دوران دعوت نہایت ہی صبر وتحمل کا مظاہرہ کرنا ضروری ہے کیونکہ بساوقات جماعت میں کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو دعوت کو رد کرتے ہیں۔ جیسا کہ ہمارے نبی پاکؐ نے جب صفا پہاڑی پر اسلام کی تعلیم دی تو ابولھب نے جو آپ کا چچا تھا آپؐ سے شدید اختلاف کیا۔

استقامت:

دعوت وتبلیغ کا ایک اہم اصول ہے کہ داعی میں استقامت ہو ۔ تاکہ مخالفت کے باوجود ہمت نہ ہارے اور اس سلسلے کو مستقل مزاجی سے جاری رکھے۔

دعوت وتبلیغ کے سلسلے میں ان تمام اصولوں کو سامنے رکھ کر اگر اسلام کی اشاعت کی جائے تو چاہے اندرون ملک ہو یا بیرون ملک ضرور بااثر ثابت ہوگی۔

تکثیری معاشرے میں دعوت اسلام کے اسلوب ومناہج:

تکثیری سماج میں اسلام کی حفاظت اور اس کی اشاعت نہایت اہم کام ہے، غیر مسلموں کو اسلام کی روشنی دکھانا اور انہیں جہالت اور گمراہی سے بچانا نہایت ضروری ہے۔ اس کام کے لئے سنجیدہ فکر وفہم اور عمل کی ضرورت ہے۔ داعی کو چاہیے کہ وہ قرآن وحدیث میں مہارت حاصل کرے اور جن مذاہب سے اس کا واسطہ ہے ان کا گہرائی سے مطالعہ کرے۔ دین اسلام پر مستشرقین نے اعتراضات کئے ان سے متعلق بھی علم ہوتا کہ اگر کوئی دلیل ان اعتراضات کے بارے میں پیش کرے تو اس کا جواب احسن طریقے سے دیا جاسکے۔سیرت طیبہؐ سے متعلق بھی معلومات ضروری ہیں کیونکہ نبی پاکؐ کی سیرت طیبہ ہی تو زندگی گزارنے کا طریقہ فراہم کر رہی ہے۔ اسلام کے اخلاقیات اور اقدار سے متعلق بھی معلومات ہونی چاہییں تاکہ ان اقدار کو پہلے خود اپنا کر پھر دوسروں سے اس سے متعلق بات کی جائے یا تعلیم دی جائے۔

حدیث مبارکہ میں آتا ہے

مامن مولود الا یولد علی فطرۃ الاسلام [18]

ترجمہ: ہر بچہ فطری طور پر مسلمان پیدا ہوتا ہے

اس بات کو تقریباً ہر انسان مانتا ہے کہ اس جہان کا پالنے والا کوئی اور نہیں بلکہ اللہ ہے۔ ایک بات یہ بھی ہے کہ ارواح کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے معرفت ہے جیسا کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے:

[18] صحیح مسلم، باب صفات اعنافقین واحکامھم، ص456

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 4 (1) Jan-March, 2018 pp: 38-52
ISSN 2520-7121 (Online), ISSN 2520-7113 (Print)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

واذا اخذ ربک من بنی آدم من ظھورھم ذریتھم واشھدھم علی انفسھم الست بربکم قالو بلیٰ(19)

ترجمہ: اور جب آپ کے رب نے آدم کی پشت سے ان کی اولادکو نکالا اور ان سے انہیں کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ سب نے جواب دیا کیوں نہیں‘‘

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام ارواح کو معرفت اللہ حاصل ہے۔ البتہ بعد میں حالات اور اعمال کی وجہ سے ظلماتی پردے پڑ گئے ہیں۔ ان کو اگر احتیاط اور نرمی سے نصیحت کی جائے تو کامل امید یہی ہے کہ آدمی اصل توحید کی طرف لوٹ آئے گا۔

یہودیوں اور عیسائیوں میں دعوت کا طریقہ کار:

یہودیوں عیسائیوں کے درمیان زندگی گزارنے والوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان قوموں کو راہ راست پر لانے کی کوشش کریں۔ انہیں یہ بات باور کرائی جائے کہ تمام مذاہب کا اولین نقطہ نظر یہی ہے کہ اس خالق کی عبادت کی جائے جس نے یہ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے بنایا ہے اور کوشش کریں کہ مذاہب کو قریب قریب بیان کیا جائے اور یہ تاثر نہ دلایا جائے کہ اسلام اور غیر اسلامی مذاہب میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

قرآن کریم کے اس اصول کو مدنظر رکھا جائے

تعالو الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم ان لا نعبدالا اللہ(20)

ترجمہ: آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ بجز اللہ کے ہم کسی کی عبادت نہ کریں۔

اس کے علاوہ قرآن کا ایک اور نکتہ ’’مصدق لما بین یدیہ‘‘ کو بھی مدنظر رکھنا چاہیے اور خصوصاً یہ طریقہ یہودیوں اور عیسائیوں کو دعوت دینے میں انتہائی مؤثر ہوگا۔

سکھ مذہب میں دعوت کا اسلوب:

سکھ مذہب کا مطالعہ کیا جائے اور ان کے پیشوا گرونانک کے جو بھی احوال ہیں توحید اور حضوراقدسؐ کے مطابق ان کو بیان کیا جائے۔ اسی طرح ان کے وہ احکام جو رحم کے عنوان سے متعلق ہیں ان سے بات کا آغاز کیا جائے۔ البتہ جو باتیں اس باب میں غلو کی ہیں ان کی نرمی سے تردید کر دی جائے۔ اس کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ کی شان، اللہ کی طرف سے احکامات،

[19] الاعراف: 172

[20] آل عمران: 6

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 4 (1) Jan-March, 2018 pp: 38-52
ISSN 2520-7121 (Online), ISSN 2520-7113 (Print)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

انعامات، کفر کی مذمت اور بت پرستی کے خلاف عقلی دلائل سے ان کو سمجھایا جائے۔ ان کے سامنے اسلام کی ایسی تشریح رکھی جائے کہ ان کے دل اللہ پاک کی ذات سے تعلق اور توحید کی روشنی کی طرف خود لپکیں، پھر اسلام کی فضیلت و افادیت اور ضرورت پر آہستہ آہستہ روشنی ڈالی جائے اور ساتھ ساتھ مرنے کے بعد کی زندگی، قبر وحشر کے حالات، جنت و دوزخ کے حالات بھی ان کے سامنے رکھے جائیں۔ ان کے گرونانک کی خصائص کو رد نہ کیا جائے لیکن طریقے سے ان خصائص کا نبی پاک محمدؐ کی سیرت طیبہ اور خصائص سے تقابل کیا جائے تو یقینا نبی پاکؐ کی سیرت اعلیٰ مقام پر فائز ہے۔

مرتدین میں دعوت کا اسلوب:

نبی کریمؐ کی وفات کے فوراً بعد مرتدین کا ایک سیلاب امنڈ آیا جسے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے تھاما اور اس فتنے کا تدارک کیا۔ لیکن اس وقت بھی دنیا میں مرتدین کی تعداد کم نہیں ہے۔ بلکہ اچھی خاصی ہے اور یہ لوگ بہت ہی خطرناک لوگ ہیں جو اپنے ساتھ دوسری قوموں کو لے ڈوبنے کے لئے کافی ہیں۔ خصوصاً یورپ اور ہندوستان کے دیہاتوں میں ان کی آبادی زیادہ ہے۔ اور ان میں ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنے آپ کو کہتے مسلمان ہیں مگر تمام رسوم ورواج اور مذہبی عقائد ہندوانہ ہیں۔ کہتے خود کو مسلمان ہیں مگر بتوں کو سجدہ بھی کرتے ہیں۔ یہ لوگ نہایت ہی گمراہی میں مبتلا ہیں۔ لیکن جہاں جہاں بھی اس قسم کے لوگ موجود ہیں خواہ وہ ہندو بن گئے یا عیسائی۔ ان کو ان لوگوں میں وہ پہلے سا مقام حاصل نہیں ہے۔ لہٰذا ایسے لوگوں کو اسلام کی صحیح، روشن تصویر دکھانا اور اسلام کی طرف مائل کرنا قدرے آسان ہے۔ ان کو قرآن وحدیث کی مستند معلومات فراہم کی جائیں اور ان کے اندر احساس کو بیدار کیا جائے کہ اس معاشرت نے نہ انہیں قبول کیا ہے اور نہ انہیں ان کے حقوق حاصل ہیں۔ لہٰذا ایسے مذہب کو اختیار کرنے سے انہیں کوئی فائدہ بھی نہ ہوا ہے۔ ایسے لوگوں سے مسلمان مذہبی اور اصلاحی مقصد سے تعلقات بڑھائیں اور جہاں موقع پائیں انہیں اسلام کی شمع دکھائیں ان کے دکھ درد میں شریک ہوں کیونکہ یہ اسلام ہی کی تعلیمات ہیں کہ تکلیف میں مدد کی جائے۔ ان مناہج کو اپنانے سے ہوسکتا ہے کہ وہ لوگ دوبارہ حلقہ اسلام میں داخل ہو جائیں۔

قادیانیوں میں دعوت اسلام کا اسلوب:

قادیانی اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتے ہیں، یہ لوگ نبی آخر الزمان محمدؐ کو آخر نبی نہیں مانتے مگر اس کے باوجود اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور کسی اور فرقے یا جماعت سے خود کو ظاہر نہیں کرتے۔ ان کا رہن سہن، پندونصائح عام مسلمانوں کی طرح ہے۔ بعض اوقات تو ان کے ساتھ کئی سال رہنے سے بھی پتہ نہیں چل پاتا کہ یہ لوگ دوسری جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن جیسے ہی ان کے بارے میں تصدیق ہوجائے تو رفتہ رفتہ ان کی اصلاح کی جائے۔ محمد مصطفیؐ کی سیرت طیبہ اور ختم نبوت کے پہلوؤں پر روشنی ڈالی جائے۔ تاکہ انہیں احساس ہو کہ رسالت پر یقین اور رسالت کی گواہی کے بغیر ایک مسلمان کا ایمان مکمل نہیں ہے۔ ان کو ایک دم سے غیر مسلم کہنا بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ اس طرح فساد وفتنے کا اندیشہ ہے۔ کیونکہ یہ لوگ اپنی جماعت

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 4 (1) Jan-March, 2018 pp: 38-52
ISSN 2520-7121 (Online), ISSN 2520-7113 (Print)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

کو مسلم جماعت سے خارج نہیں سمجھتے، حالانکہ 7 ستمبر 1974ء کو پاکستانی پارلیمنٹ نے انہیں غیر مسلم قرار دے دیا۔ مگر یہ لوگ اس آئین کو ماننے کو تیار نہیں ہیں۔ چنانچہ انہیں اسلام کی تعلیمات سے بہرہ ور کرانے کی ضرورت ہے۔ یہ حقائق کا علم نہیں رکھتے۔ انہیں ایک سچے مومن کی خصلتوں، اس کے ایمانیات اور عقائد کے بارے میں آگاہ کرنے کی ضرورت ہے۔

نفسیاتی پہلو کو مد نظر رکھتے ہوئے دعوت دینا:

دعوت و تبلیغ کے زمرے میں انتہائی اہم نقطہ یہ ہے کہ کسی بھی مذہب کے لوگوں کو تعلیم دیتے ہوئے ان کی نفسیاتی اور جذباتی کیفیت کو مدنظر رکھا جائے پھر اس کے مطابق دعوت دی جائے۔ ان کے آباؤ اجداد کے قصوں کو بار آور کرایا جائے، ہر محفل میں ان کے آباؤ اجداد کے بارے میں گفتگو کی جائے تاکہ ان کے ساتھ تعلق مضبوط ہو۔ جو غیر مسلم ایمان لے آئے اسے ان مرتدین کے ساتھ ملایا جائے جو اسلام سے پھر گئے اور انہیں احساس دلایا جائے کہ کتنے غیر مسلم روز بروز اسلام کے حلقہ میں داخل ہورہے ہیں۔ لیکن اہم بات یہ ہے کہ ان کی تشہیر نہ کی جائے ورنہ فساد کا اندیشہ ہے۔ ہر اس معاملے سے احتیاط کرنا لازم ہے جہاں فتنہ و فساد کا اندیشہ ہو۔ جب مرتدین دوبارہ اسلام کے دائرے میں داخل ہوجائیں تو خاموشی اور حکمت کے ساتھ ان کے ناموں کو تبدیل کر دیا جائے۔ ان کے بچوں کو مکتب یا مدارس میں داخل کرایا جائے تاکہ ان کی تعلیمات کا رخ صراط مستقیم کی طرف ہو۔ ان کی شادیاں اسلامی گھرانوں میں کرائی جائیں۔

ان سب باتوں کے علاوہ ان کو بتایا جائے کہ دیکھو اللہ تعالیٰ کو ہمارے ایمان یا ہماری عبادات کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ ہمیں اللہ کی ضرورت ہے۔ لہٰذا ہم ایمان لا کر اللہ کے ساتھ تعلق مضبوط کریں۔

ان کو قرآن کریم کی درج ذیل آیات سنائی جاسکتی ہیں۔

یا ایها الذین اٰمنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یات اللہ بقوم یحبھم ویحبونھم اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین، یجاھدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لائم ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء([21])

ترجمہ: اے ایمان والو! جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم پیدا کر دے گا جس سے اللہ کی محبت ہوگی اور ان کی اللہ تعالیٰ سے محبت ہوگی۔ وہ مسلمانوں میں مہربان ہوں گے اور کافروں پر تیز ہوں گے وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوں گے وہ لوگ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کریں گے۔ یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطاء کرتا ہے۔

[21] المائدہ : 54

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 4 (1) Jan-March, 2018 pp: 38-52
ISSN 2520-7121 (Online), ISSN 2520-7113 (Print)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

اہل ایمان کی اصلاح کا قرآنی اور نبوی منہج:

غیر مسلم اکثریت میں رہتے ہوئے اقلیتی مسلمان بعض اوقات اپنے عقائد کی حفاظت نہیں کر پاتے اور غیر مسلموں کی تقلید میں لگ کھڑے ہوتے ہیں۔ چنانچہ مومن کے لئے یہ بھی لازم ہے کہ اپنے بھائیوں کی قرآن وحدیث کے ذریعے اصلاح کرے تاکہ وہ مزید دلدل میں دھنسنے سے بچ جائیں۔ اہل ایمان کی اصلاح کا اسلوب ومنہج ان کی تعلیم وتربیت کرنا ہے۔ انہیں قرآن وحدیث کے معنی سمجھانا ان کی تشریح بتانا مقصود ہے۔ انہیں رزائل اخلاق کی تعلیم دی جائے جن کی وجہ سے وہ گمراہی کی طرف جارہے ہیں۔ امت مسلمہ کے پاکیزہ صفات سے آگاہ کیا جائے۔ سیرت طیبہؐ کا مطالعہ کرایا جائے۔ خلفاء راشدین، اولیاء ومشائخ کی زندگیوں کے واقعات بتائے جائیں کہ کس طرح مصائب برداشت کر کے، مشرکین اور دشمنان اسلام کے درمیان رہتے ہوئے انہوں نے نہ صرف اپنے دین کی حفاظت کی بلکہ اس کی اشاعت میں اہم ترین کردار ادا کیا اور بہادری کے ایمان کی مضبوطی کے جوہر دکھائے۔ انہیں کسی دینی مدرسے سے ملحق کیا جائے جس میں روزانہ، ہفت روزہ یاجتنا ٹائم بن سکے یہ لوگ جا کر اپنے ایمان کو تازہ کریں اور اپنے کھوئے ہوئے وقار کو واپس لائیں۔

مختصراً ہم کہہ سکتے ہیں کہ دینوی ودنیاوی معاملات کی احیاء خلافت کے لئے امام الرسل حضرت محمد مصطفیؐ نے جو اسوہ حسنہ پیش کیا ہے آج اور قیامت تک آنے والے ہر زمانے میں غلبہ دین اور خلافت کے نظام کے نفاذ کے لئے ''منہج نبویؐ'' کو اختیار کرنا لازم ہے۔ رسول اللہؐ نے جس طرح اپنی دعوت کو پائیہ تکمیل تک پہنچایا ہے آج اس منہج کے بنیادی اصولوں کو وقت کے تقاضوں اور حال کے امر کے مطابق اپنا کراسی جدوجہد کو آگے بڑھانا لازم ہے۔

آج پوری دنیا میں مسلمان جس حالت زار میں ہیں وہ امت مسلمہ کے ہر باشعور فرد کے سامنے ہے۔ ان کے مصائب، مسائل اور پریشانیوں سے کون واقف نہیں؟ امت مسلمہ آج جس طرح اغیار کی فکری ونظریاتی، سیاسی و اقتصادی اور معاشرتی غلام ہے، اس سے پہلے ایسا کبھی نہ ہوا تھا۔ آج مسلمان دنیا کے ہر خطے میں جس طرح کفریہ طاقتوں کے ہاتھوں پٹ رہے ہیں کئی صدیوں پر مشتمل تاریخ میں ایسا کبھی نہیں ہوا تھا، کیا مسلمان اب مزید ذلت و غمخواری، محکومی بے وقتی، بے بسی اور بے چارگی دیکھنا چاہتے ہیں؟ کیا مسلمانوں کی آنے والی نسلیں بھی اسی کرب واذیت میں مبتلا رہیں گی؟ نہیں ہرگز نہیں۔ آج ہی سے سابقہ کوتاہیوں اور غلطیوں کے لئے توبہ کر کے یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ ہم آئندہ امت مسلمہ کے دکھوں کے مداوے کے لئے حسب استطاعت سعی کریں گے۔ امت کے اجتماعی مفادات کو عیش وعشرت اور نفسانی خواہشات اور ذاتی مفادات پر ترجیح دیں گے۔ آج امت مسلمہ کے ہر فرد کو یہ عزم مصمم کرنا ہوگا کہ وہ اغیار کی تہذیب ومعاشرت اور فرسودہ نظام حیات کو اپنانے اور اس کی سیاسی، عسکری اور اقتصادی محکومی کو اپنائے رکھنے کی بجائے اسلامی تعلیمات اور تہذیب ومعاشرت کو اپنائیں گے۔ امت مسلمہ کے دینی

Vol 4 (1) Jan-March, 2018 pp: 38-52
ISSN 2520-7121 (Online), ISSN 2520-7113 (Print)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

ودنیاوی اجتماعی مسائل کے حل، غلبہ دین کے لئے نبویؐ طریقہ کار کے مطابق عملی جدوجہد کریں گے اور اس کے لئے ہر وقت ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہیں گے[22]

رب ذوالجلال سے دعا ہے کہ وہ تکثیری معاشرے کے ہر مسلمان اور کل امت مسلمہ کے دینی ودنیاوی، انفرادی و اجتماعی مسائل کے حل اور مغرب پر غلبہ دین اور خلافت کے احیاء کے لئے دینی طریقہ کار، عملی جدوجہد کرنے اور ہر وقت ہر قسم کی قربانی دینے کی توفیق عطاء فرمائے اور اس عظیم مقصد کے لئے غیب سے نصرت عطاء فرمائے۔آمین

22 محمد زاہد اقبال،عصر حاضر میں غلبہ دین کا نبوی طریقہ کار، اردو بازار رحمن پلازہ، مچھلی منڈی، لاہور،2008ء ص492,493